تفردات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حافظ سید محمود عالم
ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامی

ABSTRACT:

Taffarrudat of Hazrat Abu Bakr Siddique (R.A)

Being a great companion of Holy Prophet & a great Alim of Quran & Sunna, This is his foremost duty to avail facilities and ease for human beings to follow the Shariah. But the boundaries of Islam must not be ignored which are established especially for the guidance of human beings. The 1st caliph of Islam, the most beloved and the most nearest friend of the Holy Prophet (S.A.W.W.), Hazrat Abu Bakr (R.A) was really very careful about taking out the laws of Shariah through analytical reasoning. He always took help from Quran and Sunnah. He even accepted where he felt that he was not right. Once he said; "Follow me if you find me right. Set me right, if u find me wrong". This is the lesson for entire Muslim Society that no Mujtahid should consider his words or reasoning as the last tale but he must always be ready to accept reality even the reality opposes his reasoning.

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات

حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے۔ آپ کا اسم مبارک عبداللہ تھا۔ حضرت ابوقحافہؓ کے بیٹے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مرہ میں ملتا ہے۔ عتیق آپ کا لقب تھا "عتیق من النار" دوزخ کی آگ سے آزاد ہونے کی بشارت کے باعث ملا جسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ آپؓ نے فی الفور بلاتوقف رسول اللہ ﷺ کی تصدیق فرمائی اور اس پر ہمیشہ قائم رہے اور کسی حال میں آپ کو اس پر توقف یا خدشہ نہیں ہوا۔ حالت اسلام میں آپ ﷺ کے موافق رفیق تھے جن سے ایک قصہ معراج ہے جس کے معاملے میں آپؓ نے ثابت قدمی دکھائی اور کفار کو جواب دیا۔ آپؓ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر رسول ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور پھر غار اور تمام رستے میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ غزوہ بدر اور حدیبیہ کے دن آپؓ کا کلام فرمانا جبکہ فتح مکہ کی دیر کے سبب تمام لوگوں پر امر مشتبہ ہو رہا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر کہ "ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کیلئے تیار کیا ہے" آپؓ کا رو پڑنا پھر آپ ﷺ کی وفات کے دن آپکا ثابت قدم رہنا اور ایک فصیح و بلیغ خطبے سے لوگوں کو تسلی دینا پھر مسلمانوں کی مصلحت کے پیش نظر خلافت قبول کرنا اور بیعت لینے کیلئے تیار ہو جانا، اسامہ بن زیدؓ کو لشکر دیکر شام کی طرف بھیجنا اور اس ارادے پر ثابت رہنا، پھر مرتدین کی سرکوبی کیلئے تیار ہو جانا اور اس بارے میں صحابہ کو قائل کرنا اور ان پر غالب آنا، اہل شام و دیگر کیلئے لشکر روانہ کرنا ان کو مدد بھیجتے رہنا پھر تمام امور کو ایک ایسی بات سے ختم کرنا جو آپ کے شمائل مناقب سے بہت اعلیٰ اور نہایت عمدہ ہے وہ حضرت عمرؓ کو مسلمانوں پر خلیفہ مقرر کرنا اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو ۶۳ سال کی عمر پا کر پہلوئے سید الابرار میں وصال پا کر یار غار کے بعد یار مزار کا عظیم الشان مرتبہ پانا۔ (اردو تاریخ الخلفاء، ص ۴۳، ۴۴، شبیر برادرز لاہور)

تفردات حضرت ابوبکر صدیقؓ

تفرد کسی بھی شخصیت میں وہ وصف یا خوبی جو کسی بھی دوسری شخصیات سے اسے ممتاز بنائے اور منفرد کرے۔ اولیات یا تفردات سے مراد ایسے بھی امور ہیں جو کسی شخصیت سے سب سے پہلے صادر یا انجام پائے جائیں۔ مضمون کے ذیل میں چند تفردات یا اولیات حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مطالعہ مقصود ہے۔

ویسے تو اکثر مسائل میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ میں آپس میں اتفاق ہے لیکن چند مسائل ایسے بھی ہے جن میں آپ دونوں کے درمیان اختلاف رائے موجود ہے بلکہ ان چند کے علاوہ دونوں حضرات کے درمیان کامل اتفاق پایا جاتا ہے۔

سرکاری زمین بطور جاگیر دینا

حضرت ابوبکر صدیقؓ سرکاری اراضی کو وسیع پیمانے پر اس علاقے کے باشندوں کو بطور جاگیر دینے کے قائل تھے جبکہ حضرت عمر فاروقؓ اسے درست نہیں سمجھتے تھے۔ (۱)

صبح کی اذان

حضرت ابوبکر صدیقؓ صبح کی اذان، نماز کا وقت شروع ہونے پر دینے کے قائل تھے جبکہ حضرت عمر فاروقؓ اگرچہ اس کی مشروعیت کو تسلیم کرتے تھے لیکن اس میں توسیع کے مخالف تھے۔ (۲)

جنگی قیدیوں کا معاملہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ جنگی قیدیوں کو قتل کر دینے کی رائے رکھتے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے مگر حضرت عمرؓ کا طریق کار اس سے مختلف تھا آپؓ بعض قیدیوں کو قتل کر دیتے بعض پر احسان کر کے انہیں رہائی دے دیتے اور بعض کو فدیہ لے کر چھوڑ دیتے جو کہ مسلمانوں کے اعلیٰ ترین مفاد میں تھا۔(۳)

خلیفۃ المسلمین سے بدلہ لینا

حضرت ابوبکر صدیقؓ اس بات کے قائل تھے کہ اگر امام وقت نے کسی شخص کی تادیب میں اگر حد سے تجاوز کر لیا ہو تو اسے چاہیے کہ اس شخص کو اپنا بدلہ لینے کا موقع دے۔ حضرت عمرؓ کی رائے اس بارے میں مختلف تھی آپؓ کا خیال تھا کہ بدلہ لینے کا موقع دینے کے بجائے متعلقہ شخص کو دوسرے ذرائع سے راضی کر لیا جائے۔(۴)

کان کاٹ لینے کی دیت

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے اور خیال کے مطابق کان کاٹ لینے کی دیت پندرہ اونٹ ہے۔ اکی دلیل یہ تھی کہ کان کاٹنے یا ضائع کرنے سے موت واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی جسمانی کمزوری لاحق ہوتی ہے اور ظاہری عیب تو دوسرے کے بالوں یا پگڑی وغیرہ میں چھپ جاتا ہے۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ انسانی اعضاء کے نقصان پر دیت کے تمام قاعدوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر دیت کے قائل تھے۔ لہذا دیت کے بارے میں یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تفرد ہے جو سطور بالا میں پیش کی گئی ہیں۔(۵)

قاضی کی مجلس میں سب وشتم کرنے کی سزا

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسے لوگوں کو کوئی سزا نہیں دی جو قاضی کی عدالت میں گالم گلوچ پر اتر آئے جبکہ حضرت عمرؓ نے ایسے لوگوں کے خلاف تادیبی کاروائی کی۔(۶)

نماز تہجد کے بعد وتر کا اعادہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ اگر سونے سے پہلے وتر پڑھ لیتے اور پھر رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتے تو وہ وتر کا اعادہ نہیں کرتے تھے لیکن جب حضرت عمرؓ تہجد کے لئے اٹھتے تو وتر کی پڑھی ہوئی رکعت کے ساتھ ایک رکعت اور ملاتے پھر تہجد کے بعد وتر کا اعادہ کرتے یعنی ایک رکعت وتر دوبارہ پڑھتے تھے۔(۷)

جنازہ پڑھانے کا سب سے بڑھ کر حق دار

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نزدیک میت کے نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حق امام المسلمین کو پہنچتا ہے جبکہ حضرت عمرؓ کے نزدیک یہ حق میت کے ولی کا ہے۔(۸)

لواطت کی سزا

حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ لواطت کے مرتکب افراد کو آگ میں جلا دیا جائے۔ حضرت

ابوبکر صدیقؓ نے یہ تجویز مانتے ہوئے لواطت کی یہی سزا (آگ میں ڈالنا) مقرر کر دی لیکن حضرت عمرؓ نے ایسے مجرم کی سزا ایذائی اور سماجی مقاطعہ (Social Boycott) رکھی۔ جبکہ بعض فقہائے کرام نے اس مجرم کی سزا دیوار کے سامنے کھڑا کر اس پر دیوار گرا کر رجم کر دینے کی بھی لکھی ہے(واللہ علم)(۹)

اولاد کے درمیان عطیات دینے میں فرق رکھنا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنی اولاد میں سے بعض کو زیادہ عطیات دے اور بعض کو کم تو یہ درست ہے لیکن حضرت عمر بن خطابؓ اولاد کیلئے اس کی بیشی کو ناجائز خیال کرتے ہیں۔ جبکہ آپ ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ اگر لڑکا اور لڑکی کے درمیان فوقیت دینا تو لڑکے کی نسبت لڑکی کو بہ عدل کرنا ہی بہتر ہے۔ لہذا یہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی تفرد یا امتیاز ہے یا یوں کہیے کہ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا اجتہاد فرمایا ہے۔(۱۰)

کلالہ کی میراث اور حضرت ابوبکر صدیقؓ

اس سلسلے میں سورۃ نساء کی آیت ۱۲ اور آخری پوری آیت کا مطالعہ کیا جائے۔ یستفتونک قل اللّٰہ یفتیکم فی الکللۃ.. تا.. شیء علیم، جبکہ آیت ۱۲ ارجل یورث کللۃ. جبکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے میں کلالہ وہ شخص ہے جو لا اولد بھی ہو اور جس کے باپ دادا بھی نہ ہوں۔ یاد رہے کہ کلالہ کے معنی ہیں "اختلاف" بعض کی رائے میں کلالہ وہ شخص ہے جو لا ولد بھی ہو اور جس کے باپ دادا بھی نہ ہوں اور بعض کے نزدیک محض لا ولد کو الکللۃ کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے میں اسکا اطلاق پہلی صورت میں ہوتا ہے اور عام فقہہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

آپؓ کا ارشاد ہے "کلالہ کے بارے میں میری ایک رائے ہے، اگر یہ رائے درست تو یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو یہ میری ذات اور شیطان کی طرف سے ہے میرے نزدیک کلالہ ماسوائے اولاد اور والد ہے یعنی وہ بھائی بہن نہیں"

ایک مرتبہ آپؓ نے خطبے میں ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء ابتداء میں وارثوں کے حصوں کے بارے میں آیت نازل کی ہے وہ اولاد اور والد کے حصوں کے بارے میں ہے اس کے ساتھ دوسری آیت میاں، بیوی اور اخیافی بھائی بہنوں کے حصوں کے بارے میں ہے اور جس آیت پر اس سورت کو ختم فرمایا وہ سگے اور سوتیلے بھائی بہنوں کے حصے کے بارے میں ہے۔ وہ آیت جس پر سورۃ انفال ختم ہوئی وہ اللہ تعالیٰ نے خون کے رشتوں کے بارے میں عطا فرمائی کہ وہ اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ لکھتے ہیں کہ جو آیت اخیافی یعنی ماں کے طرف سے رشتے کے بہن بھائیوں کے بارے میں ہے وہ یہ ہے (وان کان رجل یورث کللۃ. الخ) اور اگر وہ مرد و عورت بے اولاد بھی ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں مگر اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی اور بہن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر بھائی بہن ایک سے زائد ہوں تو کل ترکہ کے ایک تہائی میں وہ شریک ہونگے جبکہ وصیت جو کی گئی ہو وہ پوری کر دی جائے اور قرض جو میت نے چھوڑا ہے ادا کر دیا جائے بشرطیکہ وہ ضرر رساں نہ ہو، یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ دانا اور نرم خو ہے۔

وہی آیت جو سگے اور سوتیلے بھائی بہنوں کے بارے میں ہے تو وہ یہ ہے (یستفتونک قل اللہ الخ) لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں کہہ دیجئے اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص بے اولاد مر جائے اور اسکی ایک بہن ہو تو وہ ترکہ میں سے نصف پائیگی اور اگر ایک بہن بے اولاد مرے تو بھائی اسکا وارث ہوگا۔ اگر میت کی وارث دو بہنیں ہوں تو عورتوں کو ایک اور مردوں کو دوہرا حصہ ملے گا۔ اللہ تمہارے لئے احکام کی توضیح کرتا ہے تاکہ تم بھٹکتے نہ پھرو اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ (۱۱)

آگ کی سزا اور حضرت ابوبکر صدیق

حضرت ابوبکر صدیقؓ مجرم کو سزا کے طور پر آگ میں جلا دینے کو درست سمجھتے تھے جبکہ حضرت عمر فاروقؓ اسکا انکار کرتے اور اسے درست نہیں سمجھتے تھے۔ (۱۲)

حافظ ابن قیم نے اس پر کلام کرتے ہوئے فرمایا "اگر خلفائے راشدین میں کسی امر پر اختلاف اس طرح ہو کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک طرف ہوں اور باقی دوسری طرف تو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے قول کو اختیار کیا جائے گا اور اگر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان اختلاف ہو تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قول کا اپنایا جائے گا۔ (۱۳)

وراثت اور حضرت ابوبکر صدیق

بھائیوں کی موجودگی میں وراثت کے اندر دادا کے حصہ کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ دادا کو باپ کا درجہ دیکر بہن بھائیوں کو کوئی حصہ نہیں دیتے تھے۔ (۱۴)

حضرت ابوبکر صدیق اور شراب نوشی کی حد

حضرت ابوبکر صدیقؓ شراب پینے والے پر چالیس کوڑوں کی حد جاری کرتے تھے جبکہ حضرت عمرؓ اسی کوڑوں کی سزا دیتے تھے۔ (۱۵)

حضرت ابوبکر صدیق اور طلاق

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ اگر کسی نے لفظ طلاق کے کسی عدد کو بھی ملا لیا مثلاً یوں کہا کہ انت طالق ثلاثا (تمہیں تین طلاقیں) تو صرف ایک طلاق ہوگی لیکن حضرت عمر فاروقؓ اسے تین طلاق قرار دیتے تھے۔ (۱۶)

حضرت ابوبکر صدیق اور مسئلہ ستر

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ستر کے بارے میں جو روایات منقول ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ انسان کی ران والے حصے کو ستر میں داخل نہیں سمجھتے تھے لیکن حضرت عمرؓ کے نزدیک یہ ستر میں داخل ہے۔ (۱۷)

مانعین زکوۃ سے قتال

یہ اولیات یا تفردات حضرت صدیق اکبرؓ میں سے بہت مشہور و معروف ہے کہ جب آپ نے مانعین زکوۃ سے قتال کا عزم کر لیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے انکی رائے سے اختلاف کیا اور فرمایا "آپ ان لوگوں سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں جنہوں نے کلمہ

طیبہ کا اقرار کرلیا ہو جبکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جب تک وہ کلمہ کے قائل نہیں ہو جاتے اور جب وہ اس کے قائل ہو جائیں تو وہ مجھ سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کرلیں گے "لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کے اس اعتراض کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور ان کے اس قول کو کمزوری پر محمول کرتے ہوئے فرمایا "اچھا زمانہ جاہلیت میں تم بڑے قوی تھے اب زمانہ اسلام میں آکر تم کمزور پڑ گئے" پھر آپؓ نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ "میں ہر اس شخص سے جنگ کرونگا جو نماز اور زکوۃ میں فرق روا رکھے گا خدا کی قسم اگر انہوں نے بکری کا ایک بچہ بھی دینے سے انکار کر دیا جو وہ حضور ﷺ کے زمانے میں زکوۃ میں دیتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے جنگ کرونگا"۔(۱۸)

درحقیقت مانعین زکوۃ کے بارے میں اتنا سخت موقف لینا ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وہ اولیات ہیں اگر آپ یہ موقف اختیار نہ فرماتے اور رقیق القلب کے باعث نرمی فرماتے تو اسلام کا اساس منہدم ہو جاتا آپ کا یہ موقف اسلام کے اساس کو مضبوط کرنے کا سبب بنا۔ بے شک آپؓ کی یہ اولیات یا تفردات آپؓ کی ذات کی عظیم نقوش ہیں جو کبھی بھی ملت اسلامیہ کی یادداشت سے محو نہیں ہو سکتیں۔

نتیجہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ جس نتیجے پر پہنچے تھے اور جو بھی رائے اخذ فرماتے تھے وہ آپ کی سلامت روی کی دلیل ہے۔ آپ کو کبار صحابہ کا تعاون حاصل تھا جو آپ کو ہمیشہ امر بالمعروف کرتے اور سلامت روی کا مشورہ دیتے بالخصوص حضرت عمر فاروقؓ جو جملہ صحابہ کرام میں سب سے سرِ آوردہ تھے جن کی حق گوئی وحق پرستی وحق پسندی سے سب ہی اچھی طرح واقف تھے۔

جیسا کہ ایک موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں ایک ایسے شخص نے چوری کی جس کی ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ چوری کی سزا میں اسکی دوسری ٹانگ کاٹ دینے اور ہاتھ کو رہنے دینے کا ارادہ کیا تاکہ وہ ایک ہاتھ سے طہارت اور دوسرے کام کاج کر سکے۔ حضرت عمرؓ نے اس بات کی مخالفت کی کیونکہ یہ بات قانون اسلامی کے خلاف تھی اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا "خدا کی قسم! آپ اسکا دوسرا ہاتھ کاٹ دیں" اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ "قانون اسلامی میں تو اس کا ہاتھ کاٹنا ہے" چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔

یہاں دونوں شخصیات کا علمی مقام راجح ہے مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فکر میں تحقیق وتجدید کے ساتھ وقت اور اس کے تقاضے کو ملحوظ رکھنا بھی ہے جو آپ کی ذات کی اعلیٰ خوبیاں ہیں کے ساتھ کامل مجتہد ہونے کا بھی ایک باب ہے بلکہ حضور ﷺ کی امت میں سب سے پہلے مجتہد ہونے کا بھی اعزاز آپ ہی کو حاصل ہے مگر مجتہد ہونے کا سب سے اعلیٰ کمال یہ بھی کہ امتیازی اعزاز و مرتبہ رکھنے کے بعد دوسرے کی رائے کو اہمیت دینا اور قبول کرنا خوب سے خوب تر ہے۔ جو درحقیقت آپ ﷺ کی تربیت کا انمول حصہ تھا۔

پروانے کو چراغ اور بلبل کو پھول بس　　　صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

حوالہ جات

۱۔ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، مترجم مولانا عبدالقیوم، ص ۴۲۔۴۶، ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً

مصنف ابی شیبہ ج ۲، ص ۹۸، سنن بیہقی، ج ۲، ص ۲۲۳، کنز العمال ج ۱۱، ص ۹۷، المحلی ج ۲، ص ۱۲، کنز العمال ج ۱۱، ص ۲۲، بحوالہ فقہ ابوبکر مصنف رواس قلعہ جی، ظہران یونیورسٹی، سعودی عرب، مترجم مولانا عبدالقیوم، سنہ اشاعت جنوری ۲۰۰۲

۱۱۔ ایضاً ص ۴۹، ۵۰

۱۲۔ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ص ۴۶

۱۳۔ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ص ۴۵

۱۴۔ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ص ۴۶

۱۵۔ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ص ۴۷

۱۶۔ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ص ۴۸

۱۷۔ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ص ۴۸

۱۸۔ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ص ۴۳

۱۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۱۴۶، سنن بیہقی ج ۸، ص ۲۷۴، المحلی ج ۱۱، ص ۲۵۵، المغنی ج ۸، ص ۲۶۲، مصنف عبدالرزاق ج ۱۰، ص ۱۷۸، کنز العمال ج ۵، ص ۵۲۱، تفسیر قرطبی ج ۲، ص ۱۷۲، بحوالہ فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ص ۴۰، ۱۹

تفرداتِ امام اعظم ابوحنیفہؒ

عبدالصمد

ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی

ABSTRACT:

Hazrat Noman Bin Sabit, identified as Imam-e-Azam Abu Hanifa is the person who dedicated and forfeited his entire life for the sake of Islam. He had got a high-quality awareness of Quran and Sunnah. He extracted many rules in accordance with Quran and Sunnah exerting the expertise of investigative and analytical way of thinking. People raised many objections against him on his effort. But the work is done by this person is really very a big service of Islam. Numerous people have been getting benefits from the job he did till the time. It is narrated that eighty three thousands rules and laws of Shariah are argued by Imam-e-Azam Abu Hanifa, Thirty Eight Thousand are about reverence and the others are about the issues. This will be really very good as well as beneficial work, if his complete effort is compiled and reviewed, discriminating with the problems of present era. Here a dot of his work is compiled with the help of very few sources but putting in an extreme effort. Because it is time taking work and require an excessive attentiveness with excellent focus. Moreover, the

discussed work is just a compilation. It can be more beneficial, if it is discriminated with the problems of present era in the light of Quran and Sunnah.

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے تفردات

حضرت امام ابوحنیفہ کا شمار اول درجہ کے مجتہدین میں ہوتا ہے۔ آپ کو کم از کم سات صحابہ کرامؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔(۱) امام ابوحنیفہ کی پیدائش کوفہ میں ۸۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا اصل نام نعمان اور والد محترم کا نام ثابت تھا۔ آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے دادا نے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب سیدنا علی مرتضیٰؓ مسند خلافت پر رونق افروز تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے دادا اپنے بیٹے ثابت کے ساتھ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر بھی ہوئے تھے۔ اس وقت ثابت بچے تھے۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعائے برکت کی جسے اللہ نے یقینی طور پر حضرت الامام کی صورت میں شرف قبولیت عطا فرمایا۔ (۲)

امام اعظم ان عظیم شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے تمام عمر علم کے حصول اور اس کے نشر کیلئے وقف کر دی۔ آپ تمام عمر مذہبی، سماجی اور معاشرتی وغیرہ حالات پر غور وتدبر اور تفکیر میں مبتلا رہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں آپ نے کئی مسائل کا اخذ کیا جو آنے والی کئی نسلوں کیلئے نفع بخش ثابت ہوئے۔ آج بھی آپ کے اجتہادات سے ایک بڑا طبقہ مستفید ہو رہا ہے۔ امام اعظم نے اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے کئی غیر منصوص احکامات کا استخراج فرمایا ہے اور اپنی اس کوشش میں آپ نے صرف نص کا ہی خیال نہیں رکھا بلکہ اس سے استدلال بھی فرمایا ہے۔

مولانا ظفر اقبال تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''ہر دور میں تاریخ کا دھارا موڑ دینے کی صلاحیت رکھنے والی عظیم اور عبقری شخصیات موجود رہی ہیں اور ان پر عظیم تصنیفات وتالیفات کے ذریعے التفات بھی کیا گیا ہے۔ لیکن تاریخ کی کچھ شخصیات انتہائی مظلوم بھی ہیں۔ جن کے پاکیزہ دامن پر ہر زمانے کے کچھ عیار اور حسد گھٹیا الزامات لگاتے رہے ہیں جن میں سب سے زیادہ مظلوم شخصیت حضرت امیر معاویہؓ ہے جن کا جرم صرف اتنا تھا کہ وہ یزید کے ابا تھے لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ وہ آپ ﷺ کے رشتے دار صحابی، کاتب وحی اور مسلمانوں کے عادل خلیفہ تھے۔ اسی طرح تاریخ کی دوسری مظلوم شخصیت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ہے۔ جنہیں ہر زمانے میں بالخصوص اور عصر حاضر میں بالعموم اس طرح مورد طعن وتشنیع بنایا جاتا ہے جیسے معاذ اللہ وہ اسلام کے دشمن ہوں۔ امام صاحب کا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں میں سے ایک اہم ترین نعمت عقل کو استعمال کر کے بہت سے غیر منصوص احکامات کا استخراج کر لیتے ہیں یا دو متضاد چیزوں کا تضاد دور کر دیتے ہیں۔ یا دو میں سے کسی ایک کو ترجیح دے لیتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ جرم اتنا سنگین ہے کہ آج تک اسے معاف نہیں کیا گیا'' (۳)